بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

یوم دوشنبہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو تا حال پاؤں میں درد نقرس ہے۔ اور ورم بھی ہے۔ لیکن پہلے سے کم ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد کی شکایت ہے۔ احباب دعا سے صحت کریں۔ حضرت ام وسیم احمد صاحبہ حرم ثالث سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت درد گردہ کی وجہ سے ناساز ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

سید احمد علی صاحب مولوی فاضل تبلیغ کے لئے ضلع گوجرانوالہ سے اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دیا لگڑھی کپورتھلہ سے واپس آ گئے۔

۱۵ جون شام کو مرزا مہتاب بیگ صاحب کی لڑکی صفیہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس کا نکاح عبد الرحمٰن صاحب سیالکوٹ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ اور کل مکرم منشی محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹی نے اپنے لڑکے عبد الرحمٰن صاحب کے ولیمہ کی دعوت دی۔ جس میں بہت احباب شامل ہوئے اور دعا کی ۔۔۔ ۱۵ جون بعد نماز مغرب گیا ۔۔۔

جلد ۳۳ | ۱۸ ماہ احسان ۱۳۲۴ ہش | ۷ رجب ۱۳۶۴ھ | ۱۸ جون ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۴۱

روزنامہ الفضل قادیان — ۷ رجب ۱۳۶۴ھ

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق ایک اہم تجویز

(از ایڈیٹر)

معاصر "ہند" کلکتہ "کچھ عرصہ "الفضل" کے تبادلہ میں آتا رہا۔ تو اس کے مضامین کا براہ راست مطالعہ کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور عام اسلامی مسائل اور خصوصاً کمیونزم کے متعلق اس کے خیالات پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ معاصر موصوف کو یہ بات ناگوار نہ ہوگی بلکہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھیگا۔ اور اپنے عقائد کی اشاعت کا ذریعہ سمجھے گا۔ لیکن افسوس کہ اس نے تبادلہ بند کر دیا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب اس کا کبھی کوئی مضمون کسی ہندو اخبار میں دیکھنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ احساس شہرت" کے عنوان سے ایک مضمون ۱۰ جون کے "پربھات" میں نظر سے گزرا جس میں مسلمانوں کو یہ تلقین کرنے کے بعد کہ اگر آپ گائے کی قربانی ملتوی کر دیں۔ اور دوسرے جانور ذبح کریں۔ تو کیا آپ کی قربانی نہ ہوگی۔" اور یہ خوف دلانے کے بعد کہ "بلا مبالغہ اگر مسلمانوں نے اپنی اس ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا۔ تو نہ صرف اپنے دین کو رسوا کر لینگے۔ بلکہ خود بھی تباہ ہو جائیں گے" چنانچہ لکھا ہے۔

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئیگا۔ جب وہ بدی کو تقویٰ سمجھنے لگینگے۔ اور وہی سب سے بدتر زمانہ ہوگا۔ آج ٹھیک یہی حالت ہے۔ جنگ و جدال میں، آپس کی گالی گلوچ میں لوگوں کو بڑا مزہ آتا ہے۔ ایک دوسرے کے مذہب پر گالیوں کی بوچھاڑ کو عبادت گاہوں میں نجاست پھینکنے کو دین سمجھا جا رہا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہیں۔ کہ وہ مذہب کی بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن یہ برائی جو دبے پاؤں ہمارے دلوں میں اتر گئی ہے بڑی آسانی سے دور کی جا سکتی ہے۔ سب سے پہلے مسلمان یہ سمجھ لیں۔ جو کھلی حقیقت ہے۔ کہ اس غلامی میں نہ تو ان کا دین ہی محفوظ ہے اور نہ دنیا۔ اس لئے سب سے پہلا کام انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا ہے۔ اس کے لئے اگر ہم وطنوں کے ساتھ کچھ نرم پڑنے کی ضرورت ہے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ قربانی صرف گائے پر منحصر نہیں ہے۔ جب اس چیز سے دوسرے کے دل کو دکھ ہوتا ہے۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ذلت و خواری کی زندگی سے نکلنے کے لئے اپنے دل پر جبر کر کے اُسے کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دیں۔ دوسرے جانور ذبح کریں۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اگر ہندو اس چیز کا بہانہ کر کے الجھاؤ پیدا کر دیتے ہیں۔ تو ہم اپنے اخلاق و علم سے اس کو سلجھا بھی سکتے ہیں۔ آخر میں ہندوؤں کو جھکنا پڑیگا۔ یقین جانیئے یہ کام بڑا اہم ہے۔ اور بغیر اس کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے دل نہیں مل سکتے۔ جو لوگ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں انہیں سب سے پہلے ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ورنہ ان کھوکھلے نعروں اور ریزولیوشنوں سے کچھ ہونا جانا نہیں ہے۔"

اس بارے میں سب سے اول تو یہ عرض کرنا ہے۔ کہ جب حدیث شریف کی یہ بات پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ کہ مسلمانوں پر جو سب سے بدتر زمانہ آنا تھا۔ وہ آ چکا اور آج مسلمانوں کی ٹھیک یہی حالت ہے۔ جو حدیث شریف میں بتائی گئی ہے۔ تو احادیث میں ہی مسلمانوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کی بعثت کی جو خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اس کی طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ اور ان احادیث کو کیوں ناقابل اعتنا قرار دیا جاتا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ معاصر "ہند" نے اس بارے میں لکھا تھا۔ "آج یہ بحث عملی زندگی سے ذرا بھی تعلق نہیں رکھتی۔ اس لئے بالکل بے موقعہ ہے۔" حالانکہ یہی اس کا موقعہ ہے۔ جبکہ مسلمان کہلانے والوں کی دینی حالت نہایت ابتر ہو چکی ہے۔ اور وہ اصلاح کے محتاج ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ سب کچھ تو تسلیم کیا جاتا ہے۔ مگر مصلح ربانی کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جاتا۔ اور یہی بدقسمتی اور تباہی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

معاصر "ہند" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندو مسلم اتحاد کے جس سوال کو آج اس نے اٹھایا ہے۔ اور جس کے متعلق وہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ "یہ کام بڑا اہم ہے۔ اور بغیر اس کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے دل نہیں مل سکتے ہیں۔" اُسے آج سے کئی سال قبل خدا تعالےٰ کا وہ مامور بہترین اور مکمل صورت میں اٹھا چکا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے مسیح و مہدی کے منصب پر سرفراز کر کے دنیا میں حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے مبعوث کیا یعنی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۸ء میں اپنے ہم وطنوں کو جو "پیغام صلح" دیا۔ اس میں ہندو مسلم اتحاد کی اہمیت اور ضرورت نہایت ہی دلنشین اور مؤثر الفاظ میں بیان کرنے اور یہاں تک ارشاد فرمانے کے بعد کہ "اتفاق ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ بلائیں۔ جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں۔ وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔" اعلان فرما چکا تھا۔ کہ

"یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے۔ اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں۔ ہم پر واجب نہیں۔ کہ ضرور اس کو استعمال کریں۔ بہتری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں۔ مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں۔ ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے۔ خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننا۔ پس ایک ضروری اور مفید کام کے لئے غیر ضروری کو ترک کرنا خدا کی شریعت کے مخالف نہیں۔ حلال جاننا اور چیز ہے۔ اور

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

استعمال کرنا اور چیز۔ دین یہ ہے۔ کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور ان میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ اور ہر یک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا"۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی غرض وغایت انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا ہی قرار نہیں دی۔ بلکہ ہندو مسلمانوں میں حقیقی اور دلی اتحاد واتفاق بتائی ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ اہل ہند کو جب یہ نعمت حاصل ہو جاتی۔ تو انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ جو مشکلات کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں لیکن وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ مگر حقیقی اتحاد فریقین کی سچی خواہش اور سچی کوشش سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کی طرف سے تو ہندوؤں کی خاطر گائے کے ذبح کرنے کے حق سے دست بردار ہو جانے کی پیشکش کی۔ اور ہندو صاحبان سے صرف یہ مطالبہ کیا کہ وہ صدق دل سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سچا نبی مان لیں۔ اور ان پر ایمان لائیں۔ اگر ہندو صاحبان اس کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ تو آج ہندوستان کی حالت کیا بلحاظ سیاست اور کیا بلحاظ مذہب بالکل اور ہوتی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے توجہ نہ کی۔ اب مہاتما جی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش فرمودہ تجویز کو جس نامکمل صورت میں پیش کیا ہے۔ اس سے کوئی نتیجہ پیدا ہونا مشکل ہے جو ہندو آج جبکہ ہندو مسلم اتحاد کی بے حد ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کی کچھ بھی پروا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کے متعلق کیونکر سمجھا جا سکتا ہے کہ انگریز کی غلامی سے آزاد ہو جانے کے بعد جھکنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

باورچی اور نان پز کی ضرورت

چند ماہ پہاڑ پر کام کرنے کے لئے ایک باورچی اور ایک پھلکے پکانے والے کی ضرورت ہے۔ خواہشمند فوراً درخواست بھیجدیں۔ یا مجھ سے مل کر فیصلہ کر لیں۔

(خاکسار عبدالرحیم درد پرائیویٹ سیکرٹری)

وقارِ عمل ——— ہفتہ میں چار بار

وقار عمل کی تحریک مجلس خدام الاحمدیہ کے بنیادی کاموں میں سے ہے۔ نمونہ کے طور پر اختصار کے ساتھ ماہ ہجرت میں مجلس دار البرکات کی کارگذاری بطور نمونہ پیش کر کے دیگر مجالس کو بھی تحریص دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ باقاعدگی اختیار کریں۔ کارگذاری درج ذیل ہے:۔

مہینے میں سولہ مرتبہ وقار عمل کیا گیا۔ کام کی تفصیل یہ ہے۔ ایک پبلک راستہ پر مٹی ڈالی گئی۔ مسجد کی ساٹھ فٹ لمبی نالی دو مرتبہ صاف کی گئی۔ ایک نالی ۱۱۵ فٹ لمبی کھودی۔ ایک پرانی نالی کو بند کر کے نئی نالی ۲۵ فٹ لمبی تیار کی گئی۔ چند خطرناک گڑھوں کو پُر کیا گیا۔ مسجد کی بنیادوں میں ڈھاب سے مٹی کھود کر ڈالی گئی۔ ایک اور پبلک راستہ کو درست کیا گیا۔

وقار عمل سے مراد یہ ہے۔ کہ ایسا کام جو ایک طرف تو عام فائدہ کے لئے ہو اور دوسری طرف عام لوگ اسے کرنے میں ذلت اور ہچکچاہٹ محسوس کریں۔ اس لحاظ سے مجلس دار البرکات کا کام اس قابل ہے۔ کہ دوسری مجالس اس سے راہنمائی حاصل کریں۔ یقیناً قادیان کی گذرگاہیں۔ نالیاں اور گلیاں اس قابل ہیں۔ کہ ان کی طرف خدام الاحمدیہ کے اراکین توجہ دیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ جملہ مجالس بیرونی ومقامی ہفتہ میں چار بار وقار عمل کو رائج کر کے اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ محض نام ہی کے نہیں بلکہ کام کے خادم ہیں۔ خاکسار:۔ ناصر احمد مہتمم وقار عمل

غیر احمدی رشتہ داروں میں تبلیغ کا رنگ

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ "اگر واقع میں احمدیوں کے دلوں میں اس بات کا درد ہوتا کہ ان کے غیر احمدی رشتہ دار ابھی تک احمدیت میں شامل نہیں ہوئے تو میں سمجھتا ہوں وہ کھانا پینا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اپنے غیر احمدی عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس جا کر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ یا ہم مر جائیں گے اور یا پھر آپ کو ہدایت منوا کر رہیں گے۔ ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے۔ ہم اس وقت تک پانی نہیں پئیں گے۔ جب تک آپ ہم سے کھل کر باتیں نہ کر لیں اور ہم پر یہ ثابت نہ کر دیں کہ ہم ایک غلط راستہ پر جا رہے ہیں اور یا پھر آپ نہ مان لیں کہ ہم سچائی پر ہیں اور آپ ایک غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت تک یہاں سے ہلیں گے نہیں جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو جائے اور جب تک ہم پھر مل کر ایک نہ ہو جائیں"۔

کیا آپ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو اسی رنگ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اپنی کارگذاری سے دفتر ہذا کو مطلع کیجئے۔

انچارج بیعت دفتر پرائیویٹ سکرٹری

یوم التبلیغ برائے مسلم صاحبان

۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے مسلم صاحبان مقرر ہے۔ احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور اس دن خوب اچھی طرح تبلیغ کریں۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

آپ اپنی سہولت کے مطابق غلہ دیں۔ یا نقد روپیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے غرباء کے لئے غلہ کا انتظام جو اعلان نکل رہا ہے۔ اس کے متعلق بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ غلہ دیا جائے یا روپیہ۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ احباب اپنی سہولت کے مطابق جو چاہیں۔ دے لیں۔ خواہ غلہ دیں۔ یا نقدی۔ غلہ کی صورت میں جو جماعتیں غلہ ارسال کرنے کا انتظام نہ کر سکیں۔ انہیں چاہئے کہ وصول شدہ غلہ فوراً فروخت کر کے رقم ارسال کر دیں۔ چونکہ غلہ غربا کے لئے خریدا جا رہا ہے۔ اس لئے روپیہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر روپیہ ہی ادا کر دیں۔ اور کارکنان جلد سے جلد وعدہ کے فارم کے ساتھ ہی ارسال کر دیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ (برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

جماعت احمدیہ چیچرے (ریبٹ) کا تبلیغی جلسہ

مقامی تبلیغ کے ماتحت ۱۵ جون کو تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ مرکز کی طرف سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر۔ محمد منشی خانصاحب مولوی عبدالرحیم صاحب عارف اور خاکسار کے علاوہ تحریک جدید کے دیہاتی مبلغین حکیم احمد دین صاحب۔ بھی شامل ہوئے۔ نماز جمعہ سے پہلے ایک اجلاس ہوا۔ جس میں خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اور نماز جمعہ کے بعد مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے "موعود اقوام عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ ہمارے مقامی مبلغین بھی موقع بموقع تقاریر کرتے رہے۔ جلسہ بفضل خدا ساتھ بجے شام بخیر وخوبی ختم ہوا۔

اختتام جلسہ پر پانچ افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔ رات کو بھی مقامی مبلغین نے تقریریں کیں۔ حاضری اچھی تھی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مقامی جماعتوں کے افراد کی تعداد کافی نہ تھی۔ جماعت احمدیہ بگول جماعتی طور پر جلسہ میں شامل ہوئی۔ جماعت احمدیہ چیچرہ کی طرف سے جلسہ کا انتظام تسلی بخش تھا۔

انچارج دفتر مقامی تبلیغ قادیان

بیعت اور اس کا مفہوم

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً ... میں ایک وعدہ ہے جو پہلی دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اولےٰ میں پُورا ہوا۔ اب بعثت ثانیہ کا وقت ہے اور ضرور ہے۔ کہ وہی وعدہ پھر پورا ہو۔ اور خلقت جوق در جوق دین الٰہی میں داخل ہونے اور بیعت کرنے کے لئے بے قرار ہو۔ مگر بیعت چونکہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اور غیر مسلم تو کیا بعض مسلم بلکہ تعلیم یافتہ کہلانے والے مسلم بھی کثیر تعداد میں ایسے پائے گئے ہیں۔ جو اس کی حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ اور بعض نکتہ رس احباب نے چاہا۔ کہ میں اس بارے میں کچھ عرض کروں۔ اس لئے ذیل کی سطور برائے تفکر و تدبر پیش خدمت ہیں

بیعت کا عام مروجہ طریق

زمانۂ حال کے مسلمانوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ دھرنے اور موبنہ سے چند کلمات (جو مرشد کہلوائے) کے کہدینے کا نام انہوں نے بیعت رکھا ہؤا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے فخریہ پوچھا کرتے ہیں۔ کہ تم نے کس کی بیعت کی ہوئی ہے۔ یا تم نے کوئی پیر پکڑا ہے یا نہیں اگر نہیں تو آؤ میں تمہیں لے چلوں۔ فلاں جگہ ایک لوٹے والا سائیں رہتا ہے۔ جو دل کی بات بتا دیتا ہے۔ یا فلاں جگہ ایک نیلاری بزرگ ہیں۔ جو "رنگ دے رنگ دے" کا وظیفہ بتاتے ہیں۔ اور انسان پر چودہ طبق کھل جاتے ہیں۔ یا فلاں جگہ کے گدی نشین ایک قریشی یا سید بادشاہ ہیں۔ ان کا لنگر چلتا ہے۔ خاندانی پیرزادے ہیں۔ تعویذ ایسا دیتے ہیں۔ کہ مطلوب خود بخود گھر آ جاتا ہے آخر پیر پکڑنا تو ضرور ہے۔ اس کے بغیر تو نبی کی شفاعت بھی نہیں ہونے کی۔ پھر پھر جب کبھی کوئی ناگہانی آفت سامنے آ جائے۔ تو دم پیر فلاں کا نعرہ لگا کر اپنے آپ کو اس بلا سے محفوظ تصور کر لیتے ہیں۔ خواہ وہ بلا انہی کے تخیلات کا نتیجہ ہو۔ پھر پیر صاحب بھی اس پر خوش رہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص ہمارا مرید ہو گیا ہے۔ بڑا مخلص ہے۔ ہمارا کوئی آدمی جائے۔ تو بڑی تواضع اور محبت سے پیش آتا ہے۔ اور ہماری شیرینی اور نذر نیاز فوراً حاضر کر دیتا ہے۔ پھر نشان کے طور پر تعویذ یا تاگے پھونک کر اپنے مریدوں کو دے دیا کرتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنے پاس بطور حرز جان کے رکھتے ہیں۔ یا پھر کوئی وظیفہ بتا دیتے ہیں۔ جسے وہ اپنی فریضۂ عبادت سے بھی زیادہ احتیاط کے ساتھ ادا کیا کرتے ہیں۔ اس سے ان کا دل بندھا رہتا ہے۔ اور قوتِ ارادی بڑھ جاتی ہے۔ اور اپنی ہر کامیابی کو اس تعویذ کی برکت کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے پیر کے حق میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ بس جہلا کے نزدیک تو یہی کچھ بیعت ہے اور اسی پر ان کا خیالی مدارِ نجات ہے۔ بلکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض تعلیم یافتہ کہلانے والے مگر حقیقت سے ناآشنا لوگ بھی اسی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور اس پر وہ ایسے قائم ہیں۔ کہ گویا وہ اعلیٰ معراج پر پہنچ چکے ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے ساتھ مزید گفتگو کرنا گویا گناہ میں داخل ہے تعجب ہے۔ کہ معمولی سی خرید و فروخت کے معاملات میں تو وہ ایسے محتاط اور ہوشیار پائے جاتے ہیں۔ کہ کوڑی تک جانے نہیں دیتے مگر بیعت کے سے اہم سودے میں وہ ایسے لاپروا ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ کبھی بھولے سے بھی انہیں خیال نہیں آتا۔ کہ بیعت تو دل و جان اور ایمان کا سودا ہے۔ کیونکر کریں۔ اور کس سے کریں بس اہل ہو یا نہ ہو پیر پکڑا اور سرشار ہوئے۔ پھر پیر جانے اور حساب لینے والا خدا منکر نکیر ہوں یا پل صراط سب کے ذمہ وار پیر صاحب ہی ہو گئے۔

حقیقی بیعت

بیعت کا لفظ بیع سے نکلا ہے۔ جس کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ مبایعہ یا مبایعت (باب مفاعلہ) دو شخصوں کا باہمی سودا۔ اصطلاحاً اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے کسی مرید کا اپنے آپ کو مرشد کے حوالے کر دینے کا عہد کرنا بیعت ہے۔

کسی چیز کا بیچنا مطلوب ہو تو پہلے خریدار کی حیثیت دیکھی جاتی ہے۔ کہ وہ معقول معاوضہ دینے کا اہل بھی ہے یا نہیں اگر اہل نہ ہو تو اس سے سودا کرنا حماقت کی دلیل ہے۔ انسان کے لئے اس کے دل و جان سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہے۔ اور ایک دُور اندیش انسان کب گوارا کریگا۔ کہ ایسی قیمتی چیزوں کو کسی معمولی معاوضے میں دیکر انہیں ضائع کر دے پھر خصوصاً جب رب السموات والارض کی رضا مطلوب ہو۔ تو اس ذات پاک کے سوا اَور کون ہو سکتا ہے۔ جو اتنی قیمتی چیزوں کے مول دینے کا اہل ہو۔ وہی مالک کل شئی ہے۔ اور اسی نے انسان کو عقل دے کر زمین میں کچھ وقت کے لئے مختار بنا کر چھوڑ دیا۔ اور وہی حق رکھتا ہے۔ کہ اپنی امانت کے متعلق اس سے محاسبہ کرے پس عقل و شعور کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اتنا بڑا سودا اس کی ذات پاک کے سوائے اور کسی سے نہ کیا جائے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ تو غیر مرئی ذات ہے اس سے سودا کیونکر ہو۔ تو قرآن مجید گواہ ہے کہ عالم شہود کے لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ کہ وہ انسانوں میں سے ہی ایسے انسان پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کے خلفاء کہلاتے ہیں۔ اور وہ اسی کے حکم کے ماتحت اور اسی کے نام پر بیعت لیتے ہیں آدم علیہ السلام کے وقت سے یہ سلسلہ شروع ہؤا اور اب تک چلا آ رہا ہے۔ اور تا قیامت جاری رہیگا۔ جس کی غرض محض یہ ہے کہ بیعت کے سے اہم سودے رک نہ جائیں۔ بلکہ ہر کہ و مہ کے لئے یہ راہ کھلی رہے۔ خلیفۂ اکبر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر البتہ اس میں ایک آسانی پیدا ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ اب ہر صدی کے سر پر ایک خلیفہ آ جاتا ہے۔ جو مجدد کہلاتا ہے۔ (ابوداؤد) اس سے ہر طبعی عمر کے انسان کے لئے کسی نہ کسی خلیفہ کو پا لینا آسان ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہر صدی میں سے (الف شہر) یعنی سوا تراسی سال کاٹ کر باقی اس خلیفے کی اصالتاً موجودگی کا وقت ہوتا ہے۔ جو نزول ملائکہ اور روح کے لئے مختص ہوتا ہے۔ (قرآن مجید سورۂ قدر) پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ یعنی جس شخص نے اپنے وقت کے امام کو شناخت نہ کیا۔ وہ جہالت کی موت مر گیا۔ اس سے بھی یہی پایا گیا۔ کہ دنیا پر کوئی ایسا لمحہ نہیں آتا۔ جب امام الزمان یعنی خلیفۃ اللہ موجود نہ ہو۔ پس ہر شخص پر لازم ہو گیا۔ کہ وہ اپنے وقت کے امام کو شناخت کرے۔ اور اس سے بیعت کرے۔ ورنہ وہ خسران مبین میں پڑ کر خدا کی رحمت سے دور جا پڑیگا۔

اصحاب الیمین و اصحاب الشمال

مال اس سے دنیا میں دو فرقے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جو خلیفہ وقت سے عہد اطاعت باندھ کر اس سے بیعت کا سودا کر لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ عہد خواہ دوستی کا ہو بصورت مصافحہ ہو یا خلیفۃ اللہ سے بیعت کا وہ (انسانی مساوات کے پیش نظر) وہ ہمیشہ دست راست سے باندھا جاتا ہے۔ اور یہی دستور ساری دُنیا میں مروج ہے۔ اور مروج چلا آیا ہے۔ ایسے عہد باندھنے والے کو اصطلاحاً اصحاب الیمین یا اصحاب المیمنہ کہتے ہیں۔ اور پھر یہی لوگ ہیں۔ کہ وہ جب اس عہد کو خیر و خوبی سے نباہ لیتے ہیں۔ تو وہ دنیا و عقبیٰ میں برکت و برکت کے وارث ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ وہ اصطلاحاً اصحاب الشمال کہلاتے ہیں (نوٹ شمل بمعنی گر جانا شملہ بمقابلہ طرہ پگڑی کے اس سرے کو کہتے ہیں۔ جو نیچے گرا رہتا ہے۔ اصحاب الشمال راہ راست سے گرا ہؤا فرقہ جو امام الزمان کی بیعت نہ کرے۔ جزا کے لحاظ سے اسے اصحاب المشئمہ بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید سورۂ واقعہ میں اس کی تشریح مکذبین الضالین کے الفاظ میں بھی آئی ہے۔ پس بیعت کے منکرین صاحبان خاص طور پر غور فرمائیں) اصحاب الشمال کا اصحاب الیمین سے ہمیشہ اختلاف چلا آیا ہے۔ کیونکہ دونوں کی راہیں مختلف ہیں۔ یہ اختلاف حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہؤا۔ اور اب تک چلا آ رہا ہے۔ پہلا شخص جس نے خلیفۃ اللہ کی بیعت سے انکار کیا ابلیس تھا۔ اس واقعہ کو قرآن مجید میں بار بار اسی لئے دہرایا گیا ہے۔ کہ ہم خبردار رہیں۔ اور بیعت کا سا اہم سودا خلیفۃ اللہ کے سوائے کسی اور سے نہ کر بیٹھیں۔ ورنہ ہم بھی شیطان کی طرح اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے گر جائینگے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

خلیفۃ اللہ کی شناخت

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر کئی دعویدار پیدا ہو جائیں۔ تو سچے خلیفے کی شناخت کیا ہو گی؟ اس بارے میں ہمیں چاہیئے کہ سب سے اول قرآن مجید میں آدم اور ابلیس کے قصے کا بغور مطالعہ کریں اور علامات سے پرکھیں کہ فریقین میں سے کون کس کے مشابہ ہے

(۱) خلیفہ کا پہلا وصف یہ ہو گا کہ وہ آدم صفت یعنی درماندہ اور بے نفس ہو گا۔ مگر اس کا مخالف اپنے اندر ابلیسی صفات لئے ہوئے ہو۔ یعنی اپنی ذاتی بڑائی پر اترانے والا اور انا خیر منہ کا دم مارنے والا۔ ابلیس کے لفظی معنے مایوس کے ہیں۔ اور انتہائی مایوسی ہی ہے۔ جو استکبار بغض و کینہ غصہ وعناد اور بالآخر جنگ وجدال پر منتج ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قاعدہ تھا کہ وہ کسی کو مایوس نہیں ہونے دیتے تھے مبادا وہ ابلیس کے زیر اثر ہو کر دوزخ کے کنارے جا پڑے۔)

(۲) دوسری علامت خلیفۃ اللہ کی یہ ہے کہ وہ امت محمدیہ میں سے ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کل خلفاء خواہ وہ ہوں یا نیابت کے سب [illegible] اور ان کی [illegible] بیان رکھتا ہو۔ اور سورہ نور کی آیت استخلاف میں جو گیارہ علامات بیان ہوتی ہیں۔ وہ سب کی سب اس میں پائی جائیں۔

(۳) تیسرے وہ ہجری صدی کے سر پر آئے۔ اور زمانے کی دینی ضروریات کو پورا کرے۔ یا ان کے لئے ایسی تخم ریزی کر جائے جس کی آبیاری اس کے متبعین کریں۔

(۴) چوتھے وہ خدا کی طرف سے آنیکا مدعی ہو۔ اور اس کی ذات پاک سے مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہو۔ اس سے خارق عادت معجزات ظاہر ہوں۔ جو اس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہوں۔

(۵) اس کے خلفائے نیابت اسی کا ظل ہوں۔ اور ظل کی بیعت اصل کی بیعت ہوتی ہے

(۶) اس کے متبعین غالب ہوتے چلے جائیں۔ اور مخالف گھٹتے چلے جائیں۔ یہانتک کہ اس کی صداقت (بمصداق حتی مطلع الفجر) روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

بیعت کا حقیقی مقام

معاہدات کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ زبان صرف ان کے اظہار کے لئے ہوتی ہے۔ اور دست راست (خواہ مصافحے کی صورت میں ہو یا بواسطہ قلم تحریر کی صورت میں) صرف ان کا شاہد ہوتا ہے۔ جس معاہدے میں انسان کی زبان اور اس کا دست راست اس کے دل کے صحیح ترجمان نہ ہوں۔ وہ معاہدہ حقیقی نہیں ہوتا۔ بیعت بھی ایک معاہدہ ہے جو بظاہر خلیفۃ اللہ سے کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقتاً وہ ہوتا اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ جو دل کی اندرونی در اندروں کیفیات کا محرم ہے پس قابل قدر بیعت وہی ہے۔ جو صدق دلی پر مبنی ہو۔ اور خلیفۃ اللہ کی کمال اطاعت پر۔ اطاعت بھی ایسی ہو کہ اس سے انسان کو فنا کا مقام حاصل ہو جائے اور وہ اپنے مرشد سے من تو شدم تو من شدی کا مصداق ہو جائے۔ پس یہی حقیقی بیعت ہے جس کے حصول کے لئے مومن کو چاہیئے کہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ بلکہ دل کو استوار کر کے اطاعت میں ثابت قدم رہے۔ بگولے کے گرد کا سے ہوا ہی کرتے ہیں۔ ان سے نہ رکے۔

ایک نکتہ قابل غور

میں نے کہا ہے۔ کہ بیعت ایک معاہدے کا نام ہے۔ جسے زبان ظاہر کرتی ہے۔ اور دست راست اس کی تائید کرتا ہے۔ مگر بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ کہ دستی بیعت کا موقعہ نہیں مل سکتا۔ تو پھر کیا اس سے زبان ودل کا معاہدہ کالعدم ہو جائیگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ سورج کی شعاعوں کی طرح روح کی شعاعیں بالواسطہ بھی پڑتی ہیں اور بلا واسطہ بھی۔ بلکہ بعض ہستیاں بالطبع ایسی لطیف پائی گئی ہیں کہ اگر روحانی تعلق پیدا ہو جائے تو جسمانی بعد خواہ کتنا ہی بڑا ہو ان کے رستے میں حائل نہیں ہوتا۔ وہ دور ہی سے اپنے مطاع کے رنگ میں رنگین ہو کر فنا کا ایسا مقام حاصل کر جاتی ہیں جو کثیف مزاج ہستیوں کو خواہ وہ پاس ہی رہنے والی ہوں۔ حاصل نہیں ہوتا۔ اصحمہ شاہ نجاشی اور حضرت اویس قرنی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دستی بیعت کا موقع نہیں ملا۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ وہ خلوص دل کے لحاظ سے کس پائے کے صحابہ میں سے تھے۔ اویسؓ کے متعلق خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کشف میں دیکھ کر گواہی دی اور شاہ نجاشی کا ذکر رجل صالح کے الفاظ میں فرمایا اور اسے اپنے ایک نکاح کی وکالت کا شرف بخشا۔ اسی طرح موجودہ زمانے میں خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور پیر اشہد الدین صاحب صاحب العلم سندھی رحمہما اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں ہیں۔ جنہیں بعض مجبوریوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کا موقعہ نہیں مل سکا۔ مگر خود حضرت اقدس کی شہادت موجود ہے۔ کہ صدق وصفا کے لحاظ سے وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے بلکہ فنا کے مقام میں وہ اتنے بڑھ گئے تھے کہ بعض السابقون الاولون بھی ان پر رشک کھاتے تھے۔ پس بیعت سودا دل کا ہے۔ اگر دل دور ہو۔ اور خلیفۃ اللہ سے تعلق قائم نہ رہے۔ یا اس کے روحانی چشمے سے سیرابی ناممکن ہو جائے۔ تو دستی بیعت کچھ فائدہ نہیں دیتی اور نہ صحابیت کے زبانی دعوے کام آ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ”خدا نے صورت تو نہیں دیکھنی اس نے دل دیکھنا ہے۔ مگر لوگ تو ظاہر دیکھتے ہیں۔ اور جس شخص کا نام رجسٹر بیعت میں ہے اسے جماعت میں خیال کرتے ہیں۔ وہ تو رجسٹر میں نام دیکھینگے لیکن خدا کے رجسٹر میں نام نہیں تو ہم کیا کر سکینگے۔“

(بدر مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء) خاکسار غلام حسین

بی۔ اے۔ ایس اے پنشنر

آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم

”الفضل“ ۱۳ ماہ احسان میں مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کا مضمون ”لفظ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم“ شائع ہوا ہے۔ اسی ضمن میں میں بھی ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

کہتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ایک بدو آیا۔ اور اس نے آپ کے کفنائے ہوئے جسم کے پاس کھڑے ہو کر یہ دلآویز اشعار کہے۔ (جن کو حضرت امیر المومنین ”المصلح الموعود“ ایدہ اللہ الودود نے تفسیر کبیر میں درج فرمایا ہے۔ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی وفات پر خطبہ جمعہ میں بھی ان کو بیان فرمایا) ؎

وا اسفا علی فراق قوم
ھم المصابیح والحصون
والمدن والمزن والرواسی
والخیر والامن والسکون
لم تتغیر لنا اللیالی
حتی توفاھم المنون
فکل جمر لنا قلوب
وکل ماء لنا عیون

ہائے افسوس ان لوگوں کے فراق پر جو ہمارے لئے مشعل راہ اور باعث پناہ قلعے تھے۔ وہی ہماری دنیا تھے۔ وہ ہمارے لئے ابر بہار تھے وہی ہمارے کوہسار تھے ہاں وہی ہمارے لئے باعث خیر و امن اور سکون تھے۔ گردش زمانہ اور اسکے ہلاکت آفرین مصائب سے ہم محفوظ و مصئون رہے یہانتک کہ موت نے ان کو ہم سے جدا کر دیا۔ اب ہمیں آگ کی ضرورت نہیں کہ دل بیقرار ہی جلنے کو تیز آگ کے انگارے ہیں اور ہمیں پانی کی ضرورت نہیں کہ ہماری چشمہائے خونابہ بار ہی چشمے بہا رہی ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقدس بندے دنیا کے لئے بطور تعویذ ہوتے ہیں۔ اہل زمانہ ان کے ذریعہ تکالیف سے محفوظ و مصئون اور خیر و برکت سے معمور رہتے ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابوطالب نے بھی اپنے ایک قصیدہ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس نورانی چہرے سے لوگ بارشیں طلب کرتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کے پاک بندوں کا وجود دنیا اور اہل دنیا کے لئے باعث خیر و برکت ہوتا ہے۔ اور انکا فقدان تکالیف و مصائب کا سبب۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل اولیاء اور ابدال کا سلسلہ جاری فرمایا تا ان کے ذریعہ دنیا خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے حقیقی امن و راحت حاصل کر سکے اور ہلاکتوں سے نجات پا سکے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی جیسا مقدس وجود جس سے اس گلشن ہستی کو رنگ و بو حاصل ہوئی جب اس دنیائے ناپائیدار پر جلوہ فروز ہوا تو آپ نے تمام عالم اس مقدس چشمے سے فیضیاب اور عرب کا خطہ تیرہ و تار آپکے پرتو ضیاء سے منور ہوا لیکن جب وہ مقدس آقا رفیق اعلیٰ سے جاملا۔ تو یہ دنیا اپنی تیرگی و تاریکی کیسا تھ

شب دیجور کا منظر پیش کرنے لگی۔ تب پھر خدا تعالیٰ نے اپنے پاک بندوں کا سلسلہ جاری فرمایا جو وقتاً فوقتاً آکر دنیا کو اپنی ضیاپاش کرنوں سے منور کریں۔ اور لوگوں کو تباہی و بربادی کی راہوں سے نکال کر سلامتی کی شاہراہ کی طرف لائیں۔

اب اگر آیت خاتم النبیین کا وہ مفہوم لیا جائے۔ جو غیر احمدی اصحاب پیش کرتے ہیں۔ تو یہ ایسا بھیانک ہے۔ کہ جسے عقل قبول ہی نہیں کر سکتی۔ اگر غیر احمدی اصحاب کا ترجمہ و مطلب لیا جائے۔ تو اس آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور اس طرح جسمانی بیٹوں کے وجود سے جو تمہیں فائدے پہنچ سکتے تھے۔ ان سے تم محروم ہو۔ خصوصاً حضور کے ایسے مبارک طلعت اور پاکیزہ فطرت بیٹے جن میں سے ایک کے متعلق آپ نے فرمایا۔ لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا۔ کہ میرا بیٹا ابراہیم نبوت کی استعدادوں کو اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا۔ تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اور اب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد نرینہ تم میں موجود نہیں اور اس طرح اس برکت سے تم فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے آکر روحانی اولاد کا سلسلہ بھی بند کر دیا۔ اور وہ مقدس وجود جن کے ذریعہ دنیا سلامتی کی راہ پایا کرتی تھی۔ اب ان کا سلسلہ بھی بالکل بند ہے۔ اب امت محمدیہ کے لئے سوائے ثلاثون دجالون کذابون اور علماءھم شر من تحت ادیم السماء کے اور کچھ نہیں۔

اس مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے کیا کوئی عقلمند انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ بات امت محمدیہ کے لئے باعث صد فخر اور لائق صد مرحبا ہے۔ اور یہ وہی بہترین امت ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اپنی بہترین نوازشات سے نوازا اس صورت میں یہ امت خیر امت نہ ہوئی۔ اور اس سے بڑھ کر بدقسمت قوم کونسی ہوگی جسے انوار نبوت سے محروم کلی کر دیا گیا ہو۔ اور جس میں نیک وجودوں کا بالکل صفایا کر دیا گیا ہو۔ لیکن اس کے بالمقابل جب وہ مفہوم لیا جائے۔ جسے احمدیہ جماعت پیش کرتی ہے تو یہ ایسا مفہوم ہے۔ جو خدا تعالیٰ اور اسکی کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی امت کی شان کو دوبالا کرنے والا ہے۔ اور وہ مفہوم یہ ہے۔ کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جسمانی اولاد نرینہ نہیں۔ اور اس لحاظ سے آپ کی ابوت کی نفی ہے۔ مگر روحانی لحاظ سے آپ رسول ہو کر اپنی تمام امت کے باپ ہیں۔ سوال ہوتا تھا آپ میں اور دیگر انبیاء میں کیا فرق ہوا۔ اس لحاظ سے تو وہ بھی باپ تھے۔ فرمایا وخاتم النبیین کہ ایک زائد بات اور ایک بلند شان آپ کی یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی نہ صرف آپ اپنی امت کے باپ ہیں۔ بلکہ آپ سے قیامت تک وہ روحانی اولاد پیدا ہوتی رہے گی۔ جو انبیاء کا رتبہ پائیگی۔ اور آپ کے نور سے قیامت تک لوگوں کو منور کرے گی۔ یعنی آپ کی وہ قوت قدسیہ ہے۔ کہ اب آپ کے فیض سے فیضیاب ہو کر اور آپ کی غلامی میں داخل ہو کر ہی کوئی درجہ نبوت پا سکے گا۔ اور یہ وہ "مقدس ابوت" ہے۔ جو آج تک کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے۔ جس میں کوئی شریک نہیں۔ پس کتنا شاندار ہے وہ باپ جو یہ فیض اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور کتنا شاندار ہے وہ رسول جس کو یہ شرف حاصل ہو۔ کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔ (نور الحق انور)

؎ ابنِ مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے ✡ نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار (مسیح موعودؑ)

"لا مہدی الا عیسیٰ" (ابن ماجہ)

عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی بادشاہ ہو کر آئینگے۔ اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریںگے۔ اور حضرت امام مہدی کی اقتدار میں نماز پڑھینگے۔ اسی طرح بہائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ "مہدی مسیح کے ساتھ ایک علیحدہ شخص ہوگا۔ جو امام ہوگا۔ اور مسیح اسکی اقتدا کرینگے۔" (برہان صریح صفحہ ۱۸)

حالانکہ حدیث صحیح لا مہدی الا عیسیٰ اس عقیدہ کا صریح ابطال کر رہی ہے صحاح ستہ کی کوئی حدیث ایسی نہیں۔ جس میں یہ ذکر ہو۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ساتھ کوئی علیحدہ مہدی ہوگا۔

جناب ابوالحسن بن محمد صادق السندی المدنی جو متاخرین میں سے ایک بہت بڑے علامہ گزرے ہیں۔ انہوں نے صحیحین اور ابن ماجہ اور دوسری کتب احادیث کے حواشی لکھے ہیں۔ اس حدیث کے متعلق لکھا ہے "کلی طور پر متصف بالہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جسے مطلق مہدی کہہ سکتے ہیں۔ وہ عیسیٰ ہی ہے۔ یحییٰ بن معین سے روایت کیا گیا ہے۔ (جو مجدد قرن ثانی سے شمار کئے گئے ہیں) کہ یہ حدیث معتمد اور موثق ہے۔ مقتدائے اہلحدیث امام حافظ ابن کثیر اور سندی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے" (ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ حاشیہ صفحہ ۲۵۷)

اس حدیث کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ اس آیت کے ماتحت مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اسی کے وقت میں یہ غلبہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین جلد ۲ صفحہ ۹ تا ۱۰ ایڈیشن دوم پر فرماتے ہیں۔ "غرض اس آیت شریف میں جو دو فقرے موجود ہیں۔ ایک بالھدیٰ اور دوسرا دین الحق ان میں سے پہلا فقرہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ فرستادہ مہدی ہے۔ خدا کے ہاتھ سے صاف ہوا ہے۔ اور صرف خدا اس کا معلم ہے۔ اور دوسرا فقرہ یعنی دین الحق ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ فرستادہ عیسیٰ ہے۔ اور بیماروں کو صاف کرنے کے لئے اور ان کو ان کی بیماریوں پر متنبہ کرنے کے لئے علم دیا گیا ہے۔ اور دین الحق عطا کیا گیا ہے۔ تا وہ ہر مذہب کے بیمار کو قائل کر سکے۔ اور اسلامی شفا خانہ کی طرف رغبت دے سکے۔ ..... غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے۔ دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے۔ جو مظہر صفت محمدیت ہے۔ یعنی باوجود امیت کے علم دیا جانا۔ اور دوسرے تعلیم حق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اور اتمام حجت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔" پس یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید بھی اسی کا موید ہے۔ اور قرآن کریم میں مسیح کے علاوہ کسی اور مہدی کے ہونے کا بالکل ذکر نہیں۔

دوسری حدیث یہ ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماماً مھدیاً حکماً عدلاً (مسند امام احمد حنبل)

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے جو شخص تم میں سے زندہ رہے۔ وہ عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کرے۔ اس حال میں کہ عیسیٰ امام مہدی ہے۔ حکم عدل ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام اور مہدی دونوں لفظوں کو مسیح کے لئے اکٹھا بیان کیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا۔ کہ مہدی اور مسیح عام لوگوں کے خیال کی طرح دو علیحدہ علیحدہ وجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی وجود (حضرت میرزا غلام احمد صاحب) کے دو نام ہیں۔ حضرت مسیح موعود ہی مہدی معہود ہیں۔ آپ کے زمانہ میں اور کوئی دوسرا مہدی نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا مہدی کوئی نہیں آسکتا۔ جو زبردستی لوگوں کو مسلمان بنائے گا۔ آپ نے اپنی ان کتابوں میں مہدی کا ذکر فرمایا ہے۔ کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۲۹۶ ازالہ اوہام صفحہ ۷۹ حاشیہ۔ ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۶۹ اور حقیقۃ المہدی۔

تیسری حدیث یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم" (مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷ مصری) ترجمہ۔ تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ پس وہ تمہارا امام ہوگا۔ اس حال میں کہ وہ تم میں سے ہوگا۔" امکم میں ضمیر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہے۔ نہ کسی اور طرف (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۲۲۲) قال الطیبیؒ فالضمیر فی امکم لعیسیٰ ومنکم حال"۔ طیبیؒ کہتے ہیں۔ کہ امکم میں ضمیر غائب عیسیٰ کے لئے ہے۔ اور منکم حال ہے۔ اسی طرح ابن ابی ذئب نے امامکم منکم کے یہی معنی کئے ہیں۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۲ مصری) حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۲ میں لکھا ہے۔ کہ امامکم منکم سے نماز کی امامت مراد نہیں ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ آنے والا مسیح عیسیٰ شریعت محمدیہ کا متبع ہوگا۔

قادیانی ہی اس حدیث کے مصداق ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مہدی کے حسب نسب۔ مقام۔ عمر مدت قیام کے متعلق حدیثوں میں بہت اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عین وقت پر تمام پیشگوئیوں کا مصداق تمام جھگڑوں کا

تنگریا سٹیٹ (اڑیسہ) میں عالیشان احمدیہ مسجد

شاندار افتتاح و تبلیغی کانفرنس

جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے تنگریا سٹیٹ اڑیسہ میں دو ایسے گاؤں ہیں۔ جن میں احمدیوں کی آبادی خدا کے فضل سے قریبًا قریبًا سو فیصدی ہے۔ ایک کرڈاپلی۔ دوسرا نیکال۔ ہندوستان کی ایسٹرن سٹیٹس ایجنسی میں۔ تبلیغی نقطۂ نظر سے یہ دو جماعتیں ایسی موزوں جگہ واقع ہیں کہ اگر ان کو مرکزی حیثیت دے کر ایک خاص تبلیغی سکیم کی تشکیل کی کوشش کی جائے۔ تو مستقبل قریب میں ایک تلاطم پیدا ہو سکتا ہے۔ اول الذکر بستی یعنی کرڈاپلی میں ایک مسجد قریبًا دس سال سے زیر تعمیر تھی۔ جو الحمد للہ اس سال تکمیل کو پہنچ گئی جس میں اس وقت قریبًا ایک ہزار اشخاص کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ مسجد بفضلہ تعالیٰ ایسی خوبصورت دو منزلہ بنی ہے کہ صوبہ اڑیسہ میں آج تک ایسی کوئی مسجد نہیں تعمیر ہوئی۔ خدا کرے کہ آباد کرنے والے بھی شاندار اور صحیح معنوں میں اہل ثابت ہوں۔ افتتاح کی تاریخ ۲۲ مئی مقرر تھی اور ۲۳ کو تبلیغی جلسہ تھا۔ مرکز سے الحاج مولوی محمد سلیم صاحب سابق مبلغ بلاد اسلامیہ اور جناب ابو البشارت مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ بہار اڑیسہ وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ اس موقع پر تنگریا و آٹھگڑہ سٹیٹس کے دیوان صاحب و اسسٹنٹ دیوان صاحب۔ انسپکٹر پولیس صاحب۔ تحصیلدار صاحب۔ ایگزیکٹو انجینئر و آفس سپرنٹنڈنٹ و دیگر سرکاری عہدہ داران و افسران جن کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ موجود تھے۔

۲۲ مئی کی کارروائی

پروگرام کے مطابق شیخ قمر علی صاحب پریذیڈنٹ جماعت نے ایک تحریری درخواست پیش کی اور جناب مولوی ابو البشارت عبد الغفور صاحب جو اس وقت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں۔ اپنی دعاؤں کے ساتھ افتتاح کریں۔ جناب مولوی صاحب نے چند مؤثر الفاظ کے ساتھ مسجد کا دروازہ کھولا ساری جماعت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور قریبًا ۲۰ منٹ تک نہایت ہی رقت انگیز سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد مسجد کے باہر جلسہ گاہ میں سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ پیغام جو حضور نے اس موقع کے لئے بھیجا تھا سنایا گیا۔ حضور نے فرمایا "پیغام یہی ہے کہ مسجد کے اہل بنو۔ مسجد کی عظمت اینٹوں سے نہیں اس کی عظمت ان لوگوں سے ہوتی ہے جو اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان مخلصانہ خیالات سے ہوتی ہے جن سے نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو کامیاب ہوں گے۔ ورنہ مسجد گلے میں ایک پتھر ثابت ہوگی۔ جو اوپر نہیں اٹھائے گی۔ نیچے گرائے گی"۔

اس کے بعد خاکسار کی تحریک پر جناب سیٹھ ہانسیر موہن چیٹرجی دیوان تنگریا و آٹھگڑہ سٹیٹس صدارت کی کرسی پر تشریف لائے۔ اور جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے شروع ہوئی۔

مولوی صمصام علی صاحب نے جو اس موقع کے لحاظ سے بزبان اڑیہ قصیدہ تیار کیا تھا نصیر الدین محمد محسن نے خوش الحانی سے پڑھا۔ بعد ازاں تعمیری رپورٹ محمد صدیق صاحب نے اڑیہ زبان میں پڑھ کر سنائی۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ کن مشکلات کو عبور کر کے جماعت کے احباب نے مسجد تعمیر کی۔ اور ان معزز حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے کمال شفقت اور اخوت احمدیت کو مدنظر رکھتے ہوئے عطیہ جات عنایت کیے جزاهم الله تعالى في الدنيا والعقبى۔ اس کے بعد خاکسار نے ان پیغامات اور خطوط کا خلاصہ سنایا جو باہر سے آئے تھے۔ ان میں قابل ذکر احباب کے نام یہ ہیں:۔ جناب سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب سکندر آبادی۔ جناب محمود الحسن صاحب آئی سی ایس۔ جناب ڈپٹی نور محمد صاحب ڈی ایس پی کٹک۔ رائے صاحب ہر پرشاد دیب دیوان بونائی گڑھ۔ پھر ایک اڑیہ طبع شدہ نظم جو پروفیسر جیانتن مصر ایم اے ڈی ای ڈی نے اس موقع کے لئے تیار کی تھی سنائی۔ اور مولوی عبد الغفور صاحب فاضل نے اپنی تقریر موقع کے مناسب شروع کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا کہ دنیا میں حقیقی شانتی اتحاد و اتفاق کا نظارہ اگر کسی کو دیکھنا ہو تو مسلمانوں کے عبادتخانوں میں دیکھے۔ اسلامی رواداری کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ ہماری مسجد میں ایک موحد شخص کو اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن ایک انتظام کے ماتحت۔ اس کے بعد الحاج مولوی محمد سلیم صاحب نے بھی تاریخ سے اور دیگر مذہبی روایات سے مثالیں دے کر اسلامی عبادتخانوں کی اہمیت اور اس کی عظمت کے متعلق ایک مدلل اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ آخر میں صدر جلسہ نے فرمایا آپ کی اسلامی تقریب میں مجھے جو صدارت کے لئے انتخاب کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سارے ہندوستان میں ایک انوکھی بات ہے۔ جس سے میرے دل پر اسلام کی عظمت و شوکت کی دھاک بیٹھ گئی ہے۔ مٹھی بھر مقامی احمدیہ جماعت کی مساعی یقینًا قابل تعریف ہیں۔ اسلام نے جو اصول رواداری اپنے عبادتخانوں کے متعلق پیش کئے ہیں۔ یقینًا دنیا میں کسی مذہب نے آج تک پیش نہیں کئے۔ اس سے اتحاد و اتفاق کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ آج گاندھی اور مسٹر جناح کے اصول میں نظر نہیں آتا۔ نیز فرمایا کہ امام جماعت احمدیہ نے اس مبارک موقع کے لئے جو پیغام بھیجا۔ اس کوشن کر میرے دل میں بہت بڑا اثر ہوا۔ اور خوشی بھی ہوئی۔ اس کے بعد خاکسار نے تمام حاضرین سٹیٹ کے افسران و عہدہ داران کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے قریبًا چار سو افراد کا کھانا تیار کیا تھا۔ جو مشہور ہنود و شرفاء ہر دو سٹیٹس کے اعلیٰ حکام سے لے کر ادنیٰ تک میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ تقسیم کیا گیا۔ کھانے کے بعد دیوان صاحب مسجد کے دو منزلہ حصہ کو دیکھتے رہے۔ اور متصلہ چند مکانات کو مسجد کے احاطہ میں شامل کرنے کا مشورہ دیا اور اس کے تبادلہ میں دوسری جگہ مکان والوں کو دینے کے لئے کہا۔

دوسرے دن کی کارروائی

۲۳ مئی کو تبلیغی جلسہ تھا۔ جو لوگ افتتاحی جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ ان کو آج خاص دعوت دے کر مدعو کیا گیا۔ جلسہ ۵ بجے شروع ہوا۔ مولوی عبد الغفور صاحب صدر قرار پائے۔ اڑیہ اور اردو نظم خوانی کے بعد مولوی صمصام علی صاحب نے اڑیہ میں "شانتی اوتار" پر تقریر کی۔ مکرم مولوی محمد محسن صاحب آف سونگھڑہ نے "خصوصیات اسلام" پر قرآن کریم سے بعض آیات پیش کر کے مدلل تقریر کی۔ مولوی محمد سلیم صاحب و مولوی عبد الغفور صاحب نے باری باری تقریریں کیں۔ دوران تقریر میں بعض ہندوؤں کی طرف سے سوالات کئے گئے۔ جن کے تسلی بخش جواب مولوی عبد الغفور صاحب نے دیئے۔ وہ ہندو احباب جو بہت دور سے جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ رات زیادہ ہو جانے کی وجہ سے ٹھہر گئے۔ اور جماعت نے ان کے خورونوش کا انتظام کیا۔

۲۸ کو جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے نیکال کی ساری جماعت و غیر از جماعت اصحاب کو عام دعوت دی۔ جس میں قریبًا ۵۰۰ افراد شامل ہوئے اور اختتام طعام پر خاکسار کی اقتداء میں دعا کی گئی۔

عاجز سید صمصام الدین احمد آف سونگھڑہ
نزیل تنگریا سٹیٹ اڑیسہ

تبلیغی لٹریچر

مندرجہ ذیل تبلیغی لٹریچر دفتر نشر و اشاعت قادیان سے منگوا کر اپنے دوستوں میں تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں۔

اردو لٹریچر

نام		قیمت
پیغام صلح	قیمت	۳ر فی نسخہ
کشتی نوح	"	۸ر "
درثمین اردو	"	۴ر "
اسلام میں اختلافات کا آغاز	"	۵ر "
ذریت طیبہ	"	۱ر "
میری والدہ	"	۳ر "
حقیقۃ الامر	"	۱ر "
ستیارتھ پرکاش ایڈیشن پر تبصرہ "انکشاف حقیقت"	"	عہ "
موجودہ زمانہ کا اوتار	"	۸ر "
دعوت نامہ	"	۴ر "

ہندی لٹریچر

نام		قیمت
پیغام صلح	قیمت	۴ر فی نسخہ
ورتمان یگ کا اوتار	"	۴ر "
ساری دنیا کو ایک پیغام	"	۲ر "

انگریزی لٹریچر

نام	قیمت
Jesus in India	عہ فی نسخہ
A Present to H.R.H The Prince of Wales	عہ فی نسخہ

الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جون ۱۹۴۵ء
جلد ۳۳ نمبر ۱۴۱

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

شملہ ۱۷ جون۔ گورنر برما نے کل رات ایک دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جونہی انتخابی مشینری مکمل ہوگی۔ برما میں عام انتخابات کے انتظامات کئے جائیں گے۔ یہ کہنا غلط اور لغو ہے۔ کہ برما میں ۱۹۴۶ء یا ۱۹۴۹ء سے پہلے انتخابات نہ ہوں گے۔

لنڈن ۱۶ جون۔ بیروت میں ایک برطانوی فوجی ترجمان نے کہا۔ کہ لبنان اور شام میں برطانیہ اور فرانس کے مابین خوشگوار تعلقات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ نے مزید کہا۔ کہ برطانوی فرانسیسی مشترکہ وفد کی کوششوں سے شام نازک صورت حال پر قابو پانے کے قابل ہو گیا ہے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ شمالی بورنیو میں آسٹریلین دستے برونا کے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس سے چھ میل آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور اب وہ تیل کے چشموں سے تیس میل سے بھی کم دور رہ گئے ہیں۔ بورنیو کے مشرقی کنارے پر تیل کے اہم مرکز بالک پاپن پر اتحادی ہوائی جہازوں نے بم برسائے۔

گوآن ۱۷ جون۔ جمعرات اور جمعہ کو جنگی سمندری اور ہوائی جہازوں نے کیرولائن کے جزائر پر بم برسائے۔

واشنگٹن ۱۷ جون۔ اوکی ناوا کے جنوبی حصہ میں جو جاپانی دستے مقابلہ کر رہے ہیں۔ انہیں اور بھی تنگ علاقہ میں جو صرف آٹھ مربع میل ہے۔ گھیرے میں بند کر دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۷ جون۔ فلپائن میں لوزان کے جزیرہ میں ایک اور اڈے پر امریکن دستوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ گوریلا دستے اس وادی کے شمالی حصہ میں سرگرمیاں دکھا رہے ہیں۔

چنکنگ ۱۷ جون۔ ہوینگ کے شہر پر چینی فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ شہر ہانگ کانگ سے ڈیڑھ سو میل دور ہے۔

دہلی ۱۷ جون۔ مسٹر جناح نے لارڈ ویول وائسرائے ہند سے اگلے اتوار کو ملاقات کرنے کی دعوت منظور کر لی ہے۔ گاندھی جی نے مولانا ابوالکلام آزاد سے کہا ہے کہ وائسرائے کی تجاویز پر غور و فکر کرنے کے لئے کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ بلائیں۔

گوام ۱۷ جون۔ امریکن ایر فورس کے چیف نے اعلان کیا ہے۔ کہ یکم جولائی سے بیس لاکھ ٹن فی سال کے حساب سے جاپان پر بم گرنے شروع ہو جائیں گے۔ اس بمباری کا مقصد جاپان کو بالکل مفلوج بنا دینا ہے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ ۱۵ جون کو پارلیمنٹ میں ہندوستان کے سوال پر ایک گھنٹہ بحث رہی۔ اسی دوران میں وزیر اعظم مسٹر چرچل اور لیبر لیڈر مسٹر بیون کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہیں۔ یہ جھڑپیں ضابطہ کے متعلق تھیں اور اس وقت شروع ہوئیں۔ جب مسٹر چرچل غیر ملکی پالیسی کے متعلق بیان دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جھگڑا آخر کار ختم ہو گیا۔ اور مسٹر چرچل غصہ کے ساتھ ہاؤس سے باہر نکل گئے۔ اور مسٹر ایمری نے ہندوستان کے متعلق وائٹ پیپر پڑھنا شروع کیا۔

ہیمبرگ ۱۷ جون۔ جرمنی کے سابق وزیر خارجہ ہر فان ربن ٹراپ کو امدادی فوج کے رقبہ میں واقعہ شہر ہیمبرگ میں گرفتار کیا گیا۔ جب اسکی گرفتاری عمل میں آئی۔ اس وقت وہ شبخوابی کے لباس میں سو رہا تھا۔ اس کے قبضہ سے تین خطوط ملے ہیں۔ ایک مسٹر چرچل کے نام۔ دوسرا مسٹر ایڈن کے نام اور تیسرا فیلڈ مارشل منٹگمری کے نام

الموڑہ ۱۷ جون۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے جیل سے رہائی کے بعد ایک انٹرویو میں کہا۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ ہمارا مقصد دیگر اقوام کی آزادی اور تعاون کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کا حصول ہے۔ میں اس بات کا خیال ہی نہیں کر سکتا۔ کہ جب تک دنیا میں ایک قوم پر دوسری قوم کے غلبہ کا سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان صحیح معنوں میں آزاد ہو سکتا ہے۔ نہ ہی میں اس بات کا خیال کر سکتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندوں کی حقیقی آزادی کے بغیر دنیا میں پائیدار امن قائم ہو سکتا ہے۔ میری رائے میں ملک کی پولیٹیکل اور اقتصادی آزادی ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ بنگال کا خوفناک قحط نہ صرف ہندوستان میں برطانوی حکومت کے متعلق قطعی فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ اس اقتصادی نظام کی موت کے وارنٹوں کا حکم رکھتا ہے۔ جس کے ماتحت اس قسم کا خوفناک قحط عالم ظہور میں آ سکتا ہے۔

نئی دہلی ۱۷ جون۔ "ڈین گارڈ" لارڈ ویول کی تجاویز پر اظہار خیال کرتا ہوا لکھتا ہے۔ لارڈ ویول کی یہ پیشکش صرف دو پارٹیوں یعنی کانگرس اور مسلم لیگ کے لئے ہے۔ وائسرائے کو چھوڑ کر جو صدارت کے فرائض سر انجام دینگے۔ اکیس ممبروں کی جو انتخابی کمیٹی بنائی جائے گی۔ اس میں نو کانگرسی اور چھ مسلم لیگی ہوں گے۔ یہ کمیٹی ایسے اشخاص پر مشتمل ہوگی جنہیں ہندوستان کی تیس فی صدی آبادی کی نمائندگی بھی نہیں ہوگی۔ اس میں مزدوروں کے نمائندے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی فوجی سپاہیوں کا کوئی ذکر ہے جنہوں نے لارڈ ویول کے لئے میدان جنگ میں کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں۔

نئی دہلی ۱۷ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ نوابزادہ لیاقت علی خاں ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ پارٹی۔ مسٹر راجگوپال آچاریہ پنڈت روی شنکر شکل۔ ڈاکٹر خاں صاحب سری کرشن سنہا۔ محمد سعد اللہ وزیر اعظم آسام۔ ملک خضر حیات خاں۔ سر ناظم الدین اڑیسہ کی حالت میں راجہ پارلکیمیڈی کو جو تھوڑا عرصہ وزیر اعظم رہے۔ غالباً بلایا جائے گا۔ ان کے علاوہ گاندھی جی مسٹر جناح۔ راؤ بہادر سورراج۔ ماسٹر تارا سنگھ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی۔ ڈاکٹر پی۔ این بنیرجی لیڈر نیشنلسٹ پارٹی مرکزی اسمبلی۔ سر ہنری رچرڈسن لیڈر یورپین گروپ کونسل آف سٹیٹ کانگرس پارٹی کے لیڈر شولال اور مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر مسٹر حسن امام کو دعوت دی گئی ہے

سان فرانسسکو ۱۷ جون۔ امریکہ کی انڈیا لیگ کے پریذیڈنٹ مسٹر جے جے سنگھ نے ہندوستان کے متعلق وائٹ پیپر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ ویول سکیم ترقی کی طرف ایک قدم ہے۔ اس سے لازمی طور پر تلخی اور ناراضگی میں کمی آ جائے گی۔

لنڈن ۱۷ جون۔ ایک اخبار کے نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ جرمنی میں جتنے شہر میری نظر سے گذرے ہیں۔ ان میں برلن نہایت تباہ شدہ حالت میں ہے۔ شہر کا بہت سا حصہ آثار قدیمہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔ ہٹلر کے جرمنی کا یہ شہر ٹوٹے ہوئے آہنی ٹکڑوں اور پتھر کے ریزوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ وزارت۔ ہوائی جرمن پارلیمنٹ وغیرہ کے دفاتر غرضیکہ ہر چیز تباہ ہو چکی ہے۔ جرمن پارلیمنٹ کی عمارت کی صرف سفید دیواریں نظر آتی ہیں۔

لنڈن ۱۷ جون۔ جاپان کے وزیر اعظم سوزوکی نے لوگوں کو اتحادیوں کے متعلق آگاہ کرتے ہوئے پریس کانفرنس میں بتایا۔ کہ ہماری فوج اور نیوی دشمن سے فیصلہ کن لڑائی لڑنے کو تیار ہے۔ دشمن کو سپلائی میں روکاوٹیں آئینگی۔ اور ان کو صرف پانچ لاکھ فوج اتارنے میں کافی ماہ لگ جائینگے۔ جس عرصہ میں ہم ان کے مقابلہ میں کئی گنا فوج میدان میں لا سکتے ہیں۔

لاہور ۱۷ جون۔ سونا ۷۸/۸/- روپے۔ چاندی ۱۳۵/- روپے۔ پونڈ ۵۲/-

امرتسر ۱۷ جون سونا ۸۰/۸/- چاندی ۱۳۵/- پونڈ ۵۲/-

اوکاڑا ۱۷ جون۔ گندم دڑہ ۸/۸/۰ فارم ۸/۱۲/- روپے چنے ۷/۵/- روپے۔

دہلی ۱۷ جون۔ ۲۴ جون کو ملاقات کے لئے اور ۲۵ کو کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے وائسرائے نے گاندھی جی کو جو دعوت نامہ بھیجا ہے۔ اس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ گاندھی جی ۲۴ کو گفتگو کرنے کے لئے تیار ہو جاوینگے۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ۲۲ یا ۲۳ جون کو ہوگا۔

دہلی ۱۷ جون۔ آج وائسرائے ہند نے مسٹر جناح کو دوسرا تار دیا۔ جس میں ۱۶ جون کے تار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا۔ کہ کیا میں اس کا یہ مطلب سمجھوں؟ کہ آپ اور مسلم لیگ کے دوسرے ممبر ۲۵ جون کی کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ اور پھر مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ کرینگے۔ اس قسم کا جلسہ جون کے ختم ہونے کے پہلے ہی آپ کریں۔ مسلم لیگ کے ممبروں کے ٹھہرنے کا انتظام کرنے کی میں زیادہ سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مگر اس میں مشکلات ہیں۔ اگر ورکنگ کمیٹی کے ممبر اپنے دوستوں کے ہاں ٹھہر سکیں۔ تو میں ممنون ہوں گا۔